اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کشف المحجوب

اردو

مصنف

سید علی

ترجمہ

مولانا عبد الرؤف

اسلامی کتب خانہ

اللہ اکبر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کشف المحجوب (اردو)

تصوف کی لازوال و شہرہ آفاق کتاب

مصنف

زبدۃ العارفین ابو الحسن سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا عبد الرؤف فاروقی

اسلامی کتب خانہ
فضل الٰہی مارکیٹ
اردو بازار لاہور

نام کتاب :	کشف المحجوب
مصنف :	زبدۃ العارفین ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری : رحمۃ اللہ علیہ
مترجم :	جناب مولانا عبدالرؤف فاروقی
ناشر :	اسلامی کتب خانہ : فضل الٰہی مارکیٹ لاہور
مطبع :	زاہد بشیر پرنٹرز

کر لینے کو درست گردانتا ہے کیونکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
اَبْکُوا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکُوْا۔ گریہ کرو اور اگر رو نہ سکو تو رونے والی شکل بنالو۔
اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک ریاکاروں کے گروہ کی مانند اپنے آپ کو کرلینا یہ تو صریح شرک ہے۔ دوسرے اپنے کو صوفیاء کی مانند کرلینا تاکہ حق تعالیٰ ان کے اس تشبہ کو دیکھ کر انہیں اس درجہ پر پہنچادیں جس پر وہ لوگ پہنچے ہوئے ہیں اس طرح پیغمبر علیہ السلام کے ارشاد کے موافق ہو جائیں کہ
مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ جو آدمی کسی قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کرتا ہے وہ اسی میں سے ہوگا۔
پس حق کی راہ میں مجاہدات کی اقسام میں سے جو بھی درپیش آئے اُسے اختیار کرے اور حق تعالیٰ سے امیدوار رہے تاکہ حق تعالیٰ اس پر معانی کی تحقیق کا دروازہ کھول دیں کیونکہ مشائخ میں سے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ
المشاھدات مواریث المجاھدات۔ مشاہدے، مجاہدات کی میراث ہوتے ہیں۔
میں کہتا ہوں کہ مجاہدات ہر اعتبار سے بہتر اور مفید ہوتے ہیں لیکن سکر اور صحو آدمی کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتے کہ مجاہدات کے ذریعہ اُن کو حاصل کرلیں اور نہ ہی مجاہدات کو سکر کے حصول کی علامت قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور مجاہدات تو حالتِ صحو میں ہی کئے جاسکتے ہیں اور صاحبِ صحو کا قیام سکر کو قبول کرنے کے ساتھ نہیں ہوتا۔ لہذا مجاہدات سے سکر اور صحو کی حالت کو حاصل کرنا محال ہے۔ اور اب میں مشائخ طریقت کے اختلاف کی بنیاد پر سکر اور صحو کی حقیقت کو بیان کرتا ہوں تاکہ اگر اللہ عزوجل چاہیں تو یہ اشکال دور ہو جائے۔

سُکر اور صحو کا بیان

جان لو! اللہ تعالیٰ تمہیں عزت نصیب کریں کہ سکر اور غلبہ ارباب معانی کے نزدیک ایسی عبارت ہے جس سے حق تعالیٰ کی محبت کا غلبہ مراد لیا جاتا ہے اور صحو عبارت ہے

مقصود و مراد کو حاصل کر لینے سے ۔ ان کے متعلق اہل معانی کے بہت سے اقوال ہیں ایک جماعت سکر کو صحو پر فضیلت دیتی ہے اور دوسری صحو کے سکر سے افضل ہونے کی قائل ہے۔ جو حضرات سکر کو صحو پر فضیلت دیتے ہیں وہ حضرت ابویزید اور اُن کے پیرو ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صحو تو صفتِ آدمیت کے معتدل اور مستحکم ہونے کی صورت میں متصور ہوتا ہے اور یہ چیز حق تعالیٰ سے حجاب اعظم ہے لیکن سکر اس وقت متحقق ہوتا ہے جب آفت زائل ہو جائے، صفاتِ بشریت کم ہو جائیں، اپنی تدبیر اور اختیار ختم ہو جائے اور اپنے وجود میں اپنی جنس بشریت کے خلاف موجود معانی اور قوتوں کی بقا کی وجہ سے اپنے حق میں تصرف فنا ہو جائے ۔ اور یہ حالت اُس دوسری حالت سے زیادہ کامل و مکمل اور بہتر ہے، جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام حالتِ صحو میں تھے اور اُن سے ایک کام سرزد ہوا تو حق تعالیٰ نے اُن کے اس فعل کو انہی کی طرف منسوب کیا اور فرمایا کہ

وَقَتَلَ دَاؤدُ جَالُوتَ ۔ اور حضرت داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا ۔

اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ سکر میں تھے اور آپؐ سے ایک فعل وجود میں آیا تو حق تعالیٰ نے آپؐ کے فعل کی نسبت اپنی ذات کی طرف فرمائی اور کہا کہ

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ جب آپؐ نے مشرکین کے لشکر پر مٹھی بھر خاک پھینکی تو وہ آپؐ نے نہیں بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔

پس دیکھو تو سہی ایک بندے اور دوسرے بندے کے درمیان کتنا فرق ہے کہ جو بندہ (حضرت داؤد علیہ السلام) اپنی ذات کے ساتھ قائم اور اپنی صفات کے ساتھ ثابت ہے اُس کے بارے میں تو بطور کرامت کے فرمایا ہے کہ تو نے خود یہ کام سرانجام دیا ہے لیکن جو بندہ (پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی صفات سے فانی ہو کر حق تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے۔ اُس کے فعل کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہم نے خود کیا ہے جو بھی کیا ہے۔ پس بندہ کے فعل کی اضافت حق تعالیٰ کی طرف اُس حالت سے بہت زیادہ بہتر ہے کہ حق تعالیٰ کے فعل کی اضافت بندے کی ذات کی طرف کی جائے کیوں کہ جب حق تعالیٰ کے کسی فعل کی اضافت بندے کی طرف کی جائے گی تو بندہ اپنی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے

جیساکہ حضرت داؤدؑ کی ایک نظر جب وہاں پڑی جہاں نہ پڑنی چاہیے تھی یعنی رودریا کی بیوی پر تو آپ کو حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہہ کا سامنا کرنا پڑا لیکن جب بندہ حق تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے تو صورتِ حال مختلف ہوتی ہے جیساکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اسی طرح کی نگاہ حضرت زیدؓ کی بیوی پر پڑی تو حضرت زید پر حرام ہوگئیں۔ اس لیے کہ حضرت داؤدؑ کی نظر حالتِ صحو میں تھی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حالتِ سکر میں تھی۔ عـه

اور جو حضرات صحو کو سکر پر فضیلت دیتے ہیں وہ حضرت جنیدؒ اور آپ کے پیروَ ہیں وہ کہتے ہیں کہ سکر حالتِ آفت میں ہے کیونکہ وہ احوال کی تشویش، صحت کے ختم ہوجانے اور اپنی حالت پر قابو باقی نہ رہنے کا باعث ہے، اور جب کہ جملہ معانی کی بنیاد خود طالب ہے خواہ اپنے فنا کی وجہ سے ہو یا بقا کی وجہ سے اور خواہ اپنے آپ کو محو کردینے کی بنیاد پر خواہ اپنے آپ کو ثابت کرنے کی بنیاد پر۔ تو جب وہ طالب خود ہی صحیح الحال نہ ہوگا اس کو تحقیق کا کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا کیوں کہ اہل حق کا دل تو تمام اشیائے ثابتہ سے مجرد ہونا چاہیے، اور ایک نابینا آدمی کو تو اشیاء کے ساتھ تعلق سے نہ کوئی راحت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی اُن کی خرابی سے چھٹکارا نصیب ہوتا ہے۔ باقی لوگوں کا حق تعالیٰ کے ماسوئ دوسری چیزوں میں اُلجھے رہنا۔ انہیں صرف اس لیے کہ وہ ان چیزوں کی حقیقت کو نہیں دیکھ سکتے۔

عـه فائدہ۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ اور صاحب کتاب رسول ہیں اس اعتبار سے آپ معصوم عن الخطاء ہیں کہ عصمت اور نبوت لازم وملزوم ہیں۔ آپ کی طرف رودریا نامی شخص کی بیوی کو دیکھنے وغیرہ کی جملہ روایات غلط ہیں، محقق مفسرین نے ان کو یکسر رد کردیا ہے اور بعض غیر محتاط حضرات نے اسرائیلی روایات سے لے کر متعلقہ آیات کے ضمن میں بیان کردی ہیں۔ ان کو درست مان لینے کی صورت میں حضرت داؤد علیہ السلام کی عصمت پر حرف آتا ہے۔ اسی طرح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کی طرف حضور علیہ السلام کے دیکھنے کی روایت بھی بالکل غلط، لغو اور بیہودہ ہے۔ کسی نبی اور خصوصاً امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسا سوچنا اور تصور کرنا بھی بہت بُری بات ہے! اعاذنا اللہ۔ نہ جانے بعض صوفیاء نے صحو اور سکر کے بیان میں ایسی غلط روایات کو مثال کے طور پر بیان کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی۔

(مترجم)

اور درست طور پر دیکھنا دو طرح کا ہوتا ہے، ایک یہ کہ دیکھنے والا اپنی آنکھ سے اُس کے بقا کو دیکھے اور دوسرا یہ کہ اپنی آنکھ سے اُس کے فنا کو دیکھے۔ اور اگر آنکھ کے ساتھ اُس کے بقا کو دیکھے گا تو تمام چیزوں کو اپنی بقاء میں ناقص پائے گا کیوں کہ وہ اُن کی حالت کے بقاء میں بذاتِ خود اُن کو قائم دیکھ رہا ہے اور اگر اُن کے فنا کو دیکھے گا تو حق تعالیٰ کی بقاء کے مقابلے میں تمام موجودات کی بقاء کو فانی پائے گا۔ اور یہ دونوں صورتیں اس کو موجودات سے روگردان کر دیں گی۔ اسی لیے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا کی حالت میں عرض کی کہ

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ۔ اے اللہ! ہمیں چیزیں اس طرح دکھا دے جس طرح کہ وہ ہیں۔

کیوں کہ جو آدمی چیزوں کی اصلی حالت اور حقیقت دیکھ لے گا وہ آسودہ حال ہو جائے گا، اور حق تعالیٰ کے اس قول کا بھی یہی معنی ہے کہ

فَاعْتَبِرُوْا یَآ اُولِی الْاَبْصَارِ۔ اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

کیونکہ جب تک وہ چیزوں کو اُسی طرح نہ دیکھیں گے جس طرح کہ وہ ہیں تو عبرت حاصل نہ کر سکیں گے۔ پس یہ تمام باتیں حالتِ صحو کے علاوہ کسی حالت میں درست نہیں ہوتیں اور اہلِ سکر کو ان معانی سے کچھ بھی واقفیت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حالتِ سکر میں تھے تو اللہ تعالیٰ کی ایک تجلّی کو بھی برداشت نہ کر سکے اور بیہوش ہو گئے۔

خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔ موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

لیکن ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ صحو میں مکّہ سے عین تجلیاتِ الٰہی میں قاب قوسین تک چلے گئے پھر بھی ہر دم ہوشیار اور زیادہ بیدار رہے ــــ شعر

شَرِبْتُ الرَّاحَ کَاْسًا بَعْدَ کَاْسٍ
فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِیْتُ

میں نے پے بہ پے پیالے پر پیالہ شراب پی۔ لیکن نہ تو شراب ختم ہوئی اور نہ ہی میں سیراب ہوا۔

میرے مُرشد جو جنیدی مذہب رکھتے تھے، نے فرمایا کہ سکر تو بچوں کے کھیلنے کا میدان ہے اور صحو مردوں کی فنا گاہ ہے۔ اور میں علی بن عثمان الجلابی بھی اپنے شیخ کی موافقت میں کہتا ہوں کہ صاحب سکر کی حالت کا کمال صحو میں ہے۔ اور صحو میں کم از کم درجہ یہ ہے

کہ انسان اپنی بشریت کے دور ہو جانے کو دیکھ لے۔ پس وہ صحو جو خرابی اور آفت کو ظاہر کرے اُس سکر سے بہت بہتر ہے جو عین آفت ہے ۔ حضرت ابو عثمانؒ کے متعلق حکایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ابتدائی بیس سال تک بیابانوں میں اس طرح خلوت نشینی اختیار کی کہ آدمی کی آہٹ تک نہ سنی، یہاں تک کہ کثرتِ ریاضت اور مجاہدات سے آپ کا جسم گھل گیا۔ آپ کی آنکھیں اندر کو گھس گئیں اور آپ کی صورت آدمیوں کی سی نہ رہی۔ بیس سال کے بعد حق تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ مخلوق کی محبت اختیار کرو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے آپ سے کہا کہ پہلے اہل اللہ اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے پڑوسیوں کی محبت اختیار کرنی چاہیئے تاکہ زیادہ باعث برکت ہو۔ اس لیے آپ نے مکّہ مکرمہ کا ارادہ فرمایا، مشائخ کو دلی طور پر آپ کے آنے کی پہلے سے خبر تھی لہٰذا وہ آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلے تو آپ کو اس حالت میں پایا کہ آنکھیں بدلی ہوئی ہیں اور مخلوق کی رمق کے سوا آپ پر کوئی چیز نہ تھی۔ مشائخ نے پوچھا کہ اے ابو عثمانؒ تم نے بیس سال تک زندگی اس طرح گزاری ہے کہ اولادِ آدم تجھ کو پہنچاننے سے بھی عاجز ہو گئی ہے۔ ہمیں بتاؤ کہ تم کس لیے گئے تھے، کیا دیکھا، کیا حاصل کیا اور کیوں واپس آگئے؟ آپؒ نے فرمایا "میں سکر کی وجہ سے گیا تھا، سکر کی آفت کو دیکھا، ناامیدی کو حاصل کیا اور عاجزی کے ساتھ واپس آگیا ہوں۔ مشائخ نے کہا" اے ابو عثمان تیرے بعد تعبیر کرنے والوں پر حرام ہے کہ وہ صحو اور سکر کے معانی بیان کریں کیونکہ تم نے سکر کی صحیح تحقیق کر لی اور پھر اُس کی آفت کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ پس سکر عین بقاء میں فنا کا سراسر گمان ہے اور اس کی صفت حجاب ہے اور صحو فنائے صنعت میں سراسر دیدار بقاء ہے، اور یہ عین کشف ہے۔ باقی اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ صحو کے مقابلہ میں سکر فنا سے زیادہ قریب ہے تو یہ محال ہے کیوں کہ سکر حالتِ صحو پر ایک زائد صفت ہے۔ جب تک بندہ کے اوصاف رو بہ ترقی ہوتے ہیں وہ بے خبر رہتا ہے لیکن جب وہ کم ہونے لگتے ہیں تو اس وقت طالبوں کو اُس سے حصولِ مقصود کی امید ہو جاتی ہے اور صحو و سکر میں ان کے حال کی انتہاء یہی ہے ۔ اور حضرت ابو یزیدؒ جو مغلوب الحال تھے کے بارے میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے

آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ظاہر فرماتے ہیں کہ جس نے حق تعالیٰ کی محبت سے صرف ایک قطرہ ہی پیا اور مست ہو گیا! حضرت بایزیدؒ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ آپ اُس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ تمام دنیا کے دریا محبت کی شراب بن جائیں اور وہ اُن سب کو پی کر بھی تشنگی سے چلاتا رہے! ۔ صوفیاؒ کا خیال ہے کہ حضرت یحییٰ نے حالتِ سکر سے اور حضرت بایزید نے حالت صحو سے عبارت کی ۔ اس کے برعکس صورت حال یہ ہے کہ صاحب صحو وہ ہوتا ہے جو ایک قطرہ کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو اور صاحب سکر وہ ہے جو مستی میں سب کچھ پی جائے اور ابھی اُس کو اور بھی ضرورت ہو اس لیے کہ شراب سکر کا آلہ ہے، اور جنس کو اپنی ہی جنس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے۔ اور صحو اس کی ضد ہے۔ اس کو شراب پینے سے آرام حاصل نہیں ہوتا۔

باقی سکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سکر، دوستی کی شراب سے اور دوسرا محبت کے پیالہ سے ۔ دوستی کا سکر کسی سبب کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا وجود کسی نعمت کو دیکھنے سے ہوتا ہے۔ پس جو کوئی نعمت کو دیکھتا ہے وہ دراصل اپنی ذات سے دیکھتا ہے لہٰذا اپنے آپ کو ہی دیکھتا ہے اور جو کوئی منعم کو دیکھتا ہے وہ چونکہ اُس کے واسطے سے ہی دیکھتا ہے اس لیے اپنے آپ کو نہیں دیکھتا۔ وہ اگرچہ بظاہر سکر کی حالت میں ہو لیکن درحقیقت اُس کا سکر بھی صحو ہوتا ہے ۔ اور صحو بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ پہلا صحو غفلت پر اور دوسرا صحو محبت پر ہوتا ہے ۔ جو صحو غفلت پر ہوتا ہے وہ تو حجاب اعظم ہے، اور جو صحو محبت پر ہوتا ہے وہ بہت زیادہ واضح کشف ہوتا ہے ۔ پس جو حالت غفلت سے ملی ہوئی ہو اگرچہ صحو ہو، سکر ہو گی اور جو حالت محبت سے مقرون ہے وہ اگرچہ سکر ہے صحو ہو گی ۔ جب بنیاد اور اصل مستحکم ہو تو صحو سکر کی طرح ہو گا اور سکر صحو کی طرح ۔ اور جب بنیاد ہی مستحکم نہ ہو تو دونوں بے فائدہ ہیں ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ صوفیاء کی صدر گاہ میں علتوں کے اختلاف کی بنا پر صحو اور سکر بھی مختلف ہوتے ہیں ۔ اور جب حقیقت کا سلطان اپنے جمال کو دکھاتا ہے تو صحو اور سکر دونوں طفیلی معلوم ہوتے ہیں ۔ اس لیے کہ ان دونوں معانی کے اطراف ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں ۔ ایک کی انتہا، دوسرے کی ابتداء ہوتی ہے ۔ اور

ابتدار و انتہا باہمی تفرقہ کے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتے۔ اور جس چیز کی نسبت تفرقہ کے ساتھ ہو وہ حکم میں مساوی ہوتی ہے اور اُن کو ایک چیز میں جمع کرنا گویا تفریق کی نفی کرنا[1] ہے۔ اسی معنیٰ کو بیان کرنے کے لیے کسی شاعر نے کہا ہے کہ

إذا طلع الصباحُ بنجمِ راحٍ — جب خوشی کے ستارے کے ساتھ صبح طلوع ہوتی

تساوى فيهِ سُكرانٌ وصَاحٍ — ہے تو اس وقت مست اور ہوشیار دونوں برابر ہوتے ہیں۔

سرخس میں دو بزرگ رہتے تھے ایک لقمان اور دوسرے ابوالفضل حسنؒ۔ لقمانؒ ایک روز ابوالفضل کے پاس آئے تو دیکھا کہ اُن کے ہاتھ میں ایک جزو پکڑا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا اے ابوالفضل اس جزو میں کیا تلاش کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا "وہی کچھ جو تم اس کو ترک کرتے میں ڈھونڈتے ہو"۔ لقمانؒ نے کہا "کہ یہ اختلاف کیوں ہے؟" ابوالفضل نے جواب دیا "اختلاف تو تمہیں نظر آ رہا ہے جو تم مجھ سے پوچھ رہے کہ مَیں اس میں کیا ڈھونڈتا ہوں۔ مستی سے ہوشیار اور ہوشیاری سے بیدار ہو جاؤ تاکہ یہ اختلاف اٹھ جائے اور تم جان لو کہ میں اور تم کیا تلاش کر رہے ہو۔ پس طیفوریوں کا جنیدیوں سے یہی اختلاف ہے جو ہم نے بیان کر دیا۔ اور مطلق معاملات میں اُن کا مذہب لوگوں کی صحبت کا ترک کرنا اور گوشہ نشینی کو اختیار کرنا ہے اور وہ اپنے مریدوں کو بھی یہی حکم دیتے ہیں اور اگر میسر آجائے تو یہ طریق بڑا قابل تعریف اور یہ سیرت بڑی قابل ستائش ہے۔

جنیدی فرقہ

جنیدی حضرات، حضرت ابوالقاسم جنید بن محمدؒ سے محبت کرتے ہیں۔ اور اُن کے دور میں اُن کو طاؤس العلماء کہتے تھے، آپ اس گروہ کے سردار اور ان کے امام الائمہ تھے۔ طیفوریوں کے برعکس ان کا طریق صحو پر مبنی تھا اور ان کا اختلاف بیان کر دیا گیا ہے۔ تمام مذاہبِ صوفیار میں معروف اور مشہور ترین مذہب آپ کا ہی ہے اور تمام مشائخ

[1] مفہوم یہ ہے کہ طالب کے لیے مقصود تو کشف اور مشاہدہ حق ہے جب تک وہ حاصل نہ ہو صحو اور سکر دونوں الگ الگ چیزیں ہیں لیکن جب مشاہدہ حاصل ہو جائے تو پھر یہ دونوں ہی مفید ہیں۔